Urdu zaban ka aaghaz aur uske mukhtalif nazaryat
B.A Part-III Urdu (Hons)
Paper V

اردو کی ابتدا کے متعلق میر امن سے جمیل جالبی تک محققین کی طویل فہرست ہے جنہوں نے اپنے اپنے طور پر اردو کی جائے پیدائش اور سنہ پیدائش مقرر کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ ان میں محمد حسین آزاد، سید سلیمان ندوی، نصیر الدین ہاشمی، حافظ محمود شیرانی، اختر اورینوی، محی الدین قادری زور، شوکت سبزواری اور مسعود حسین خاں کے نظریئے توجہ کے مستحق ہیں۔

آب حیات میں مولانا محمد حسین آزاد نے اردو کی ابتدا سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد سے بتائی ہے، اور اردو کا ماخذ برج بھاشا کو بتایا ہے۔ لکھتے ہیں: "اتنی سی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری اردو زبان برج بھاشا سے نکلی ہے اور برج بھاشا خاص ہندوستانی ہے"۔ (آب حیات ص 25)

جب کہ سید سلیمان ندوی کا یہ خیال ہے کہ اردو کی ابتداء باضابطہ طور پر ہندوستان میں محمد بن قاسم کے حملہ سندھ 711ء یا 712ء کے بعد ہوئی۔ چونکہ مسمان فاتح عربی النسل تھے اور جو زبان ساتھ لیکر آئے تھے وہ عربی تھی اور تقریباً 300 سو سال تک وادئ سندھ ہی میں مقیم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ سید سلیمان ندوی اپنی کتاب "نقوشِ سلیمانی" میں۔ اردو کی جائے پیدائش سندھ قرار دیتے ہیں:

"مسلمان۔ سب سے پہلے سندھ میں پہنچتے ہیں۔ اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ جس کو ہم آج اردو کہتے ہیں اس کا ہیولٰی وادئ سندھ میں تیار ہوا ہوگا"۔

لیکن لسانیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مندرجہ ذیل بالا بیان میں صداقت نہ کے برابر ہے یہ صحیح ہے کہ اس زمانے میں عربوں نے کوئی نئی زبان کی اختراع نہیں کی، بلکہ اس خطہ کی زبان کو متاثر ضرور کیا۔

دسویں صدی کے ربع آخر میں دوسری بار غزنی کے بادشاہ امیر سبکتگین کی سربراہی میں درّہ خیبر سے ہو کر پنجاب میں وارد ہوئے۔ امیر سبکتگین کی وفات 997ء کے بعد اس کے فرزند سلطان محمود غزنوی (متوفی 1030ء) کے پنجاب اور ہندوستان پر پے در پے حملوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ (1001ء تا 1027ء) دھیرے دھیرے مسلمان پنجاب میں پھیل گئے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ فارسی زبان لے کر آئے تھے، ان میں سے کچھ ترک نژاد بھی تھے، خود سلطان بھی ترکی النسل تھا۔ اس لئے ان میں سے کچھ کی زبان ترکی بھی تھی۔ دو سو سال تک مسلمانوں نے پنجاب میں حکومت کی اور گہرے روابط سماج سے پیدا کئے۔ اسی بنیاد پر محمود خاں شیرانی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ زبان جسے ہم "اردو" کہتے ہیں پنجاب میں پیدا ہوئی اور دہلی پہنچی۔ لکھتے ہیں:

"اردو دہلی کی قدیم زبان نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دہلی جاتی ہے اور چونکہ مسلمان پنجاب سے ہجرت کر کے جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ پنجاب سے کوئی زبان لے کر گئے ہوں"۔

اپنے اس بیان میں مضبوطی پیدا کرنے کیلئے محمود شیرانی نے بعض تاریخی شواہد اور دلائل بھی پیش کئے۔ پنجابی اردو اور دکنی اردو کی مشترک لسانی خصوصیات کا بھی ذکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اردو اور پنجابی کی جائے ولادت ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی، اور جب سیانی ہوگئی تب دونوں میں جدائی واقع ہوئی ہے۔

نصیر الدین ہاشمی اردو کی تلاش دکن کی سنگلاخ وادیوں میں کرتے ہیں تو ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مطابق اردو کھڑی بولی یا ہندوستانی کی ترقی یافتہ شکل ہے ڈاکٹر مسعود حسین خاں شیرانی سے اختلاف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

"مسلمانوں کے ساتھ پنجاب سے جو زبان آئی وہ دہلی کے گردونواح میں بولی جانے والی کھڑی بولی میں مدغم ہوگئی اور ہریانوی کے ساتھ کھڑی بولی کا جو آمیزہ تیار ہوا وہی اردو زبان کے اولین نقوش ٹھہرے"۔

اختر اورینوی کہتے ہیں کہ اردو کسی مخصوص زمانے اور جغرافیائی خطے میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ مختلف تاریخی ادوار میں ہندوستان کے مختلف گوشوں میں الگ الگ علاقائی زبانوں سے اثر انداز ہو کر آزادانہ طور پر پروان چڑھی اور ایک مخصوص تاریخی موڑ پر سارے ملک کی زبان بن گئی۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری نے اردو کی پیدائش کا مسئلہ مسلمان کی آمد سے قبل چھیڑا ہے لکھتے ہیں:

" اردو یا ہندوستانی اُپ بھرنش کے اس روپ سے ماخوذ ہے جو گیارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں مدھیہ (پردیش) پردیش میں رائج تھی۔ یا یوں کہئے کہ اردو نے قدیم مغربی ہندی سے ترقی پاکر موجودہ روپ اختیار کی۔" (داستان زبان اردو)

سبزاوری کی بات میں وزن تو ہے لیکن کئی جگہ وہ خود اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔ لھذا وہ کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچنے کے بجائےخود کو اور قاری کو الجھا دیتے ہیں۔

سید سلیمان ندوی کے مطابق، عربوں کی آمد کے بعد سندھ میں الفاظ کے لین دین سے اردو کا ہیولٰی تیار ہوا، اس طور پر قابلِ قبول نہیں کہ زبانوں کی تشکیل کا عمل افعال اور ضمائر سے ہوتی ہے۔ ورنہ آج دنیا کی بیشتر زبانیں انگریزی کے اثر سے اپنی حیثیت کھو دیتی۔ اختر اورینوی بھی کم و بیش اسی دائرے میں۔ چلے ہیں نصیر الدین ہاشمی کا یہ کہنا کہ اردو دکن میں پیدا ہوئی، لسانی غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ دکن میں مسلمانوں کا واسطہ دراویدی خاندانوں سے پڑا عربی اور دراویدی کے اختلاط سے اردو کا معرضِ وجود میں آنا محض قیاس آرائی ہو سکتی ہے۔

محمود شیرانی اور مسعود حسین خاں ہمراہ چلتے ہیں لیکن منزل قریب آنے سے قبل دونوں مختلف اور متضاد راہوں پر چل پڑتے ہیں۔ ڈاکٹر شیرانی کا یہ کہنا کہ " مسلمان جب 1192ء میں دہلی میں داخل ہوئے اور اپنے ساتھ پنجابی لے کر آئے جو بعد میں ترقی کر کے اردو ہوگی" اور پھر مزید یہ کہنا کہ "سعد سلمان کے وقت اردو زبان کا جنم پنجاب میں ہوا" (پنجاب میں اردو دیکھئے) اب تک اس

خیال کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں مل سکی ہے کہ محمد بن قاسم کی سندھ فتح کے وقت ہی اردو زبان کا ہیولی تیار ہو چکا تھا۔ ممکن ہے کہ برسوں کی محنت اور عرق ریزی کے بعد کوئی ایسی گم شدہ کڑی مل جائے جو تمام شکوک وشبہات دور کر سکے۔ فی الحال مسعود حسین خاں یا شیرانی کے خیالات کی تردید کو مدّ نظر رکھتے ہوئے۔ لکھتے ہیں:

"مسلمان جو زبان اپنے ساتھ دلی لائے تھے وہ یہاں کی فضا میں گھٹ گھٹ کر فنا ہوگئی اور مسلمانوں کی زبان پر مضافات کی زبان ہریانوی اور کھڑی بولی کا تسلط ہو گیا اور یہی زبانیں آپسی میل جول کے بعد رفتہ رفتہ ترقی کرتی گئیں، اور اردو کا جنم ہوا"۔

"اردو کے آغاز کو دو منزلوں میں ڈھونڈھنا چاہئے۔ اول کھڑی بولی کا آغاز اور دوسرے کھڑی بولی میں عربی وفارسی کا شمول، جس کا نام اردو ہو جاتا ہے"۔

میر امن سے مسعود حسین تک نے دوسری منزل کے بارے میں بات کی ہے، جب کہ سہیل بخاری اور شوکت سبزواری نے پہلی منزل پر زور دیا ہے۔ ماہرین لسانیات کے ان نظریات کی روشنی میں ہم اس نتیجہ کو اخذ کرسکتے ہیں۔ کہ اس بات پر بیشتر لسانیات کے عالم اور ماہر متفق ہیں کہ اردو شمالی ہند میں پیدا ہوئی اور شمال سے ہی جنوب (دکن) گئی۔ اس زبان کو ادبی قالب میں ڈھالنے والے جنوبی ہند کے وہ مسلمان تھے جو محمد بن تغلق کے ہمراہ ہجرت کر کے دولت آباد (دیوگیری) گئے تھے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ تیرہویں صدی عیسوی میں ریختہ مبہم شکل میں موجود تھی، اور امیر خسرو (1253ء تا 1335ء) کے کلام میں اس کی جھلک ملتی ہے۔ کچھ کہہ مکرنیاں اور پہیلیاں ہیں جو ان سے منسوب کی جاتی ہیں، اور انہیں کی بنیاد پر آب حیات کے مصنف محمد حسین آزاد نے اردو کی ابتدا سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد سے استوار کیا ہے۔ مسعود حسین خاں کا یہ کہنا کہ اردو آج بھی دو آبے کی زبان ہے، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ پیڑ پودوں کی طرح لسان کی جڑیں بھی مخصوص علاقوں پر گہرے طور پر پیوست ہوتی ہیں۔ اردو کی ابتدا کے متعلق ابھی تحقیق کی اور بھی منزلیں ہیں جہاں تک لسانیات کے عالم کو جانا ہے۔

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor, Deptt, of Urdu, S.S College, Jehanabad

Mob: 9868606178

Email: imran305@gmail.com